دسمبر کا غروب

یہ وداعِ سال کا منظر یہ میلا جھٹپٹا
زیرِ لب نوحہ سرا ہیں شام کی خاموشیاں
ایک رنگِ حزن میں
ڈوبی ہے ساری کائنات
برفِ شب کے ہلکے ہلکے خوف سے
ٹہنیوں میں میٹھی چہکاریں ہیں افسردہ خموش
اور خلائے بیکراں کی وسعتوں کا رہ نورد
آفتابِ زرد
گردش سے ہے واماندہ نڈھال
جس کے خوں کو ڈس گئی ہے
زردیٔ زہرِ زوال
چپکے چپکے لحدِ مغرب میں اتر جانے کو ہے
اے رفیقِ شام صحرا اے نگارِ آرزو
یہ زمستاں کی ہوائیں یہ دسمبر کا غروب
سانحہ سا بن گئے کیوں دیدہ و دل کے لئے
دل میں جاگ اٹھا ہے کیوں موہوم سا دردِ فراق
کیا وداع ہوتا ہے تقدیرِ جہانِ آب و گل
کیا کوئی شے چند لمحوں میں جدا ہو جائے گی
تا ابد جو پھر نہ واپس آئے گی
جانے والے سال کی اے آخری شام، الوداع

پروفیسر تاثیر وجدان

*